سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ ۴۱ مَكِّيَّةٌ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اٰيَاتُهَا ۵۴ رُكُوْعَاتُهَا ۶
سورہ حٰمٓ سجدہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس	شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے	میں چوّن آیتیں ہیں اور چھ رکوع

حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۚ ﴿۲﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ

اُتارا ہوا ہے بڑے مہربان رحم والے کی طرف سے ف۱ ایک کتاب ہے کہ جدی جدی کی ہیں اُس کی آیتیں ف۲ قرآن عربی زبان کا ایک سمجھ

يَّعْلَمُوْنَ ۙ ﴿۳﴾ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ

والے لوگوں کو ف۳ سُنانیوالا خوشخبری اور ڈر ف۴ پر دھیان میں نہ لائے وہ بہت لوگ سو وہ نہیں سنتے ف۵ اور کہتے ہیں ہمارے دل غلاف

اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿۵﴾

میں ہیں اس بات سے جس کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے اور ہماری کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور تیرے بیچ میں پردہ ہے سو تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کرتے ہیں ف۶

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَ

تو کہہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی ہے سو سیدھے رہو اُس کی طرف اور

اسْتَغْفِرُوْهُ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۙ ﴿۶﴾ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۷﴾

اس سے گناہ بخشواؤ ف۷ اور خرابی ہے شریک کرنیوالوں کو جو نہیں دیتے زکوٰۃ اور وہ آخرت سے منکر ہیں ف۸

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۸﴾ ع

البتہ جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام اُن کو ثواب ملنا ہے جو موقوف نہ ہو ف۹

(۱) نزول قرآن اللہ کی بڑی نعمت ہے | یعنی اللہ تعالیٰ کی بہت ہی بڑی مہربانی اور رحمت بندوں پر ہے جو اُن کی ہدایت کے لیے ایسی عظیم الشان اور بے مثال کتاب نازل فرمائی۔

(۲) لفظی طور پر آیات کا جُدا جُدا ہونا تو ظاہر ہے، مگر معنوی حیثیت سے بھی سیکڑوں قسم کے علوم اور مضامین کی تفصیل الگ الگ آیات میں کی گئی ہے۔

(۳) قرآن عربی میں نازل ہُوا | یعنی قرآن کریم اعلیٰ درجہ کی صاف و شستہ عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے جو اُس کے مخاطبین اوّلین کی مادری زبان تھی۔ تا اُن لوگوں کو سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ خود سمجھ کر دوسروں کو پوری طرح سمجھا سکیں۔ مگر اس کے باوجود بھی ظاہر ہے وہ ہی لوگ اُس سے منتفع ہو سکتے ہیں جو سمجھ رکھتے ہوں۔ ناسمجھ جاہل کو اس نعمت عظمیٰ کی کیا قدر ہو سکتی ہے۔

(۴) یعنی قرآن اپنے ماننے والوں کو نجات و فلاح کی خوشخبری سُناتا اور منکروں کو بُرے انجام سے ڈراتا ہے۔

(۵) اس سے لوگوں کا اعراض تعجب خیز ہے | یعنی ان سب باتوں کے باوجود بھی تعجب ہے کہ ان میں کے بہت لوگ اس کتاب

Brought To You By www.e-iqra.info

کی بیش قیمت نصائح کی طرف دھیان نہیں کرتے۔ اور جب اِدھر دھیان ہی نہیں تو سننا کیوں چاہیں گے۔ اور فرض کیجئے کانوں سے سُن بھی لیا، لیکن گوشِ دل سے نہ سُنا اور قبول کرنے کی توفیق نہ ہوئی تو سُنا ان سنا برابر ہے۔

(۶) **کفّارِ مکّہ کی ہٹ دھرمی** یعنی صرف اسی قدر نہیں کہ نصیحت کی طرف دھیان نہیں کرتے یا کان نہیں دھرتے، بلکہ ایسی باتیں کرتے ہیں جن کو سُن کر ناصح بالکلیہ مایوس ہوجائے اور آئندہ نصیحت سنانے کا ارادہ بھی ترک کردے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر تو تمہاری باتوں کی طرف سے غلاف چڑھے ہوئے ہیں۔ اس لئے کوئی بات وہاں تک پہنچتی نہیں۔ اور جب تم بات کرتے ہو ہمارے کان اُونچا سننے لگتے ہیں۔ ثقل سماع کی وجہ سے کچھ سُنائی نہیں دیتا، اور ہمارے تمہارے درمیان ایسا پردہ ہے جو ایک کو دوسرے سے ملنے نہیں دیتا، دشمنی اور عداوت کی جو دیواریں کھڑی ہیں وہ درمیان سے اُٹھ جائیں اور جو خلیج حائل ہے وہ پُر ہو، تب ہم میں سے ایک دوسرے تک پہنچ سکے لیکن ایسا ہونا ناممکن ہے۔ پھر تم کیوں اپنا مغز تھکاتے ہو۔ ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دو، تم اپنا کام کئے جاؤ، ہم اپنا کام کریں گے۔ اس کی توقع مت رکھو کہ ہم کبھی تمہاری نصیحتوں سے متاثر ہونے والے ہیں۔

(۷) **آنحضرتؐ کی بشریّت** یعنی نہ میں خدا ہوں کہ زبردستی تمہارے دلوں کو پھیر سکوں، نہ فرشتہ ہوں جس کے بھیجے جانے کی تم فرمائش کیا کرتے ہو نہ کوئی اور مخلوق ہوں، بلکہ تمہاری جنس و نوع کا ایک آدمی ہوں جس کی بات کا سمجھنا تم کو ہم جنسی کی بنا پر آسان ہونا چاہیئے، اور وہ آدمی ہوں جسے حق تعالیٰ نے اپنی آخری اور کامل ترین وحی کے لئے چن لیا ہے۔ بناءً علیہ خواہ تم کتنا ہی اعراض کرو اور کتنی ہی یاس انگیز باتیں کرو، میں خدائی پیغام تم کو ضرور پہنچاؤں گا۔ مجھے بذریعہ وحی بتلایا گیا ہے کہ تم سب کا معبود اور حاکم علی الاطلاق ایک ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ لہٰذا سب کو لازم ہے کہ تمام شئون و احوال میں سیدھے اسی خدائے واحد کی طرف رُخ کرکے چلیں اُس کے راستہ سے ذرا اِدھر اُدھر قدم نہ ہٹائیں اور پہلے اگر ٹیڑھے ترچھے چلے ہیں تو اپنے پروردگار سے اُس کی معافی چاہیں۔ اور اگلی پچھلی خطائیں بخشوائیں۔

(۸) جن لوگوں کا معاملہ اللہ کے ساتھ یہ ہے کہ عاجز مخلوق کو اُس کی بندگی میں شریک کرتے ہیں اور بندوں کے ساتھ یہ ہے کہ صدقہ اور زکوٰۃ کا پیسہ کسی محتاج مسکین پر خرچ کرنے کے روادار نہیں۔ ساتھ ہی انجام کی طرف سے بالکل غافل اور بے فکر ہیں، کیونکہ اُنہیں تسلیم ہی نہیں کہ مرنے کے بعد کوئی دوسری زندگی اور اچھے بُرے کا حساب و کتاب بھی ہوگا۔ ایسوں کا مستقبل بجز ہلاکت اور خرابی و بربادی کے اور کیا ہونا ہے۔ (تنبیہ) بعض سلف نے یہاں "الزکوٰۃ" سے مراد کلمہ طیبہ لیا ہے۔ اور بعض نے "زکوٰۃ" کے معنی پاکیزی اور ستھرائی کے لیے ہیں۔ مطلب یہ ہوگا کہ وہ لوگ اپنے نفس کو عقائد فاسدہ اور اخلاق ذمیمہ سے پاک وصاف نہیں کرتے۔ اس میں کلمہ طیبہ کا ترک اور زکوٰۃ وغیرہ کا ادا نہ کرنا بھی آگیا۔ وہذا کما قال "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی" وقال "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰهَا" وقال "وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَکٰوۃً" وغیر ذلک۔ شاید یہ معنی اس لئے یہاں لئے گیے ہوں کہ کفار مخاطب بالفروع نہیں یا اس لیے کہ آیت مکی ہے اور زکوٰۃ وغیرہ کی [illegible] مدینہ میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

(۹) **مومنین کے لئے دائمی اجر** یعنی کبھی منقطع نہ ہوگا ابدالآباد تک جاری رہیگا۔ جنت میں پہنچ کر نہ اُن کو فنا نہ اُن کے ثواب کو۔

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ

تو کہہ کیا تم منکر ہو اُس سے جس نے بنائی زمین دو دن میں اور برابر کرتے ہو اسکے ساتھ اوروں کو وہ ہے رب

الْعٰلَمِیْنَ ۝۹ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ

جہان کا ف۱۰ اور رکھے اُس میں بھاری پہاڑ اوپر سے اور برکت رکھی اسکی اندر اور ٹھہرائیں اسمیں خوراکیں اسکی ف۱۱ چار دن

Brought To You By www.e-iqra.info

اَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ

میں پورا ہوا پوچھنے والوں کو ف۱۲ پھر چڑھا آسمان کو اور وہ دھواں ہو رہا تھا ف۱۳ پھر کہا اُس کو اور زمین کو

ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى

آؤ تم دونوں خوشی سے یا زور سے وہ بولے ہم آئے خوشی سے ف۱۴ پھر کر دیے وہ سات آسمان دو دن میں ف۱۵ اور اُتارا

فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ

ہر آسمان میں حکم اُس کا ف۱۶ اور رونق دی ہمنے سب سے ورلے آسمان کو چراغوں سے اور محفوظ کر دیا یہ سادھا ہوا ہے زبردست

الْعَلِيْمِ ﴿۱۲﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ ؕ اِذْ

خبردار کا ف۱۷ پھر اگر وہ ٹلائیں تو تو کہہ میں نے خبر سنا دی تمکو ایک سخت عذاب کی جیسے عذاب آیا عاد اور ثمود پر ف۱۸ جب

جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ

آئے اُنکے پاس رسول آگے سے اور پیچھے سے ف۱۹ کہ نہ پوجو کسی کو سوائے اللہ کے کہنے لگے اگر ہمارا رب

رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ

چاہتا تو بھیجتا[1] فرشتے سو ہم تمہارا لایا[2] ہوا نہیں مانتے ف۲۰ سو وہ جو عاد تھے وہ تو غرور کرنے لگے ملک میں ناحق

الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ

اور کہنے لگے کون ہے ہم سے زیادہ زور میں ف۲۱ کیا دیکھتے نہیں کہ اللہ جس نے اُن کو بنایا وہ زیادہ ہے اُن سے زور میں

وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾

اور تھے ہماری نشانیوں سے منکر ف۲۲

(۱۰) **زمین کی تخلیق دو دن میں** | یعنی کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ رب العالمین کی وحدانیت اور صفات کمالیہ کا انکار کرتے اور دوسری چیزوں کو اُس کی برابر سمجھتے ہو جو ایک ذرّہ کا اختیار نہیں رکھتیں۔

(۱۱) **زمین کی برکتیں** | "اور برکت رکھی اُس کے اندر" یعنی قسم قسم کی کانیں، درخت، میوے، پھل، غلّے اور حیوانات زمین سے نکلتے ہیں۔ اور "ٹھہرائیں اُس میں خوراکیں اُس کی" یعنی زمین پر بسنے والوں کی خوراکیں ایک خاص اندازہ اور حکمت سے زمین کے اندر رکھدیں چنانچہ ہر اقلیم اور ہر ملک میں وہاں کے باشندوں کی طبائع اور ضروریات کے موافق خوراکیں مہیا کر دی گئی ہیں۔

(۱۲) **تخلیق کے چار دن** | یعنی یہ سب کام چار دن میں ہوا۔ دو روز میں زمین پیدا کی گئی اور دو روز میں اُس کے متعلقات کا بندوبست ہوا۔ جو پوچھے یا پوچھنے کا ارادہ رکھتا ہے اُسے بتلا دو کہ یہ سب مل کر پورے چار دن ہوئے بدون کسر اور کمی بیشی کے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی (پوچھنے والوں کا) جواب پورا ہوا" (تنبیہ) یہاں "دنوں" سے مُراد ظاہر ہے معروف و متبادر دن نہیں ہو سکتے کیونکہ زمین اور سورج وغیرہ کی پیدائش سے قبل ان کا وجود متصور ہی نہیں۔ لامحالہ ان دنوں کی مقدار مراد ہوگی یا وہ دن مراد ہو جس کی نسبت فرمایا ہے "وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ" (حج رکوع ۶) واللہ اعلم۔

(۱۳) **تخلیق آسمان** | یعنی پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا ہو جو اُس وقت سارا ایک تھا دھوئیں کی طرح۔ اُس کو بانٹ کر سات آسمان

[1] اتارتا [2] تمہارے ہاتھ بھیجا ہوا۔

Brought To You By www.e-iqra.info

کیے، جیساکہ آگے آتا ہے۔ (تنبیہ) ممکن ہے "دُخان" سے آسمانوں کے مادّہ کی طرف اشارہ ہو۔

(۱۴) **زمین وآسمان کو اللہ کا حکم** یعنی ارادہ کیا کہ ان دونوں (آسمان اور زمین) کے ملاپ سے دنیا بسائے خواہ اپنی طبیعت سے ملیں یا زور سے ملیں۔ (بہرحال دونوں کو ملا کر ایک نظام بنانا تھا) وہ دونوں آملے اپنی طبیعت سے آسمان سے سورج کی شعاع آئی، گرمی پڑی ہوائیں اُٹھیں اُن سے گرد اور بھاپ اُوپر چڑھی پھر پانی ہو کر مینہ برسا جس کی بدولت زمین سے طرح طرح کی چیزیں پیدا ہوئیں۔ اور پہلے جو فرمایا تھا کہ "زمین میں اُس کی خوراکیں رکھیں" یعنی اُس میں قابلیت اِن چیزوں کے نکلنے کی رکھدی تھی۔ واللہ اعلم۔

(۱۵) **سات آسمان کی تخلیق دو دن میں** یعنی چار دن وہ تھے اور دو دن میں آسمان بنائے کل چھ دن ہو گئے، جیساکہ دوسری جگہ "سِتَّةِ اَیَّام" کی تصریح ہے۔ (تنبیہ) جن احادیث مرفوعہ میں تخلیق کائنات کے متعلق دنوں کی تعیین وترتیب آئی ہے کہ فلاں فلاں چیز اللہ نے ہفتہ کے فلاں فلاں دن میں پیدا کی، ان میں کوئی حدیث صحیح اب تک نظر سے نہیں گذری۔ حتّٰی کہ ابوہریرہ کی حدیث کہ متعلق جو صحیح مسلم میں ہے ابن کثیرؒ لکھتے ہیں "وہو من غرائب الصحیح وقد علّله البخاری فی التاریخ فقال رواه بعضهم عن ابی هریرة عن کعب الاحبار وهو الاصح" اور روح المعانی میں قفال شافعی سے نقل کیا ہے "تفرد به مسلم وقد تکلم علیه الحفاظ علی ابن المدینی والبخاری وغیرهما وجعلوه من کلام کعب وان ابا هریرة انما سمعه منه ولکن اشتبه علی بعض الرواة فجعله مرفوعا"۔

آسمان پہلے پیدا ہوا یا زمین باقی قرآن کریم کی اس آیت اور سورۂ "بقرہ" کی آیت "ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ" سے جو ظاہر ہوتا ہے کہ سات آسمان زمین کی پیدائش کے بعد بنائے گئے۔ اور سورۂ "نازعات" میں "وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا" سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین آسمان کے بعد بچھائی گئی۔ اس کے جواب کئی طرح دیے گیے ہیں۔ احقر کو ابوحیان کی تقریر پسند ہے یعنی ضروری نہیں کہ پہلی آیت میں "ثُمَّ" اور دوسری میں "بَعْدَ ذٰلِكَ" تراخی زمان کے لیے ہو۔ ممکن ہے ان الفاظ سے تراخی فی الاخبار یا تراخی رتبی مراد لیں۔ جیسے "ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ" میں۔ یا دوسری جگہ "عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ" میں یہ ہی معنی مراد لیے گیے ہیں۔ بہرحال قرآن کریم میں ترتیب زمانی کی تصریح نہیں۔ ہاں نعمت کے تذکرہ میں زمین کا اور عظمت وقدرت کے تذکرہ میں آسمان کا ذکر مقدم رکھا ہے جس کا نکتہ ادنیٰ تامل وتدبر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ یہ چند الفاظ اہل علم کی تنبیہ کے لئے لکھ دیے ہیں۔

(۱۶) **ہر آسمان کو اُس کے حکم کی وحی** یعنی جو حکم جس آسمان کے مناسب تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ رب کو معلوم ہے کہ وہاں کون مخلوق بستی ہے اور اُنکا کیا اسلوب (اور رنگ ڈھنگ) ہے اتنی زمین میں ہزاراں ہزار کارخانے ہیں، تو اتنے بڑے آسمان کب خالی پڑے ہونگے"۔

(۱۷) یعنی دیکھنے میں معلوم ہوتا ہے کہ گویا سب ستارے اسی آسمان میں جڑے ہوئے ہیں۔ رات کو ان قدرتی چراغوں سے آسمان کیسا پُر رونق معلوم ہوتا ہے۔ پھر محفوظ کتنا کر دیا ہے کہ کسی کی وہاں تک دسترس نہیں۔ فرشتوں کے زبردست پہرے لگے ہوئے ہیں۔ کوئی طاقت اس نظام محکم میں رخنہ اندازی نہیں کر سکتی کیونکہ وہ سب سے بڑی زبردست اور باخبر ہستی کا قائم کیا ہوا ہے۔

(۱۸) یعنی کفار مکہ اگر ایسے عظیم الشان آیات سننے کے بعد بھی نصیحت قبول کرنے اور توحید واسلام کی راہ اختیار کرنے سے اعراض کرتے رہیں تو فرما دیجئے کہ میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ تمہارا انجام بھی "عاد" و "ثمود" وغیرہ اقوام معذبین کی طرح ہو سکتا ہے۔

(۱۹) یعنی ہر طرف سے۔ شاید بہت رسول آئے ہونگے مگر مشہور یہ ہی دو رسول ہیں۔ حضرت ہود اور حضرت صالح علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام۔ اور یا "مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ" سے مراد یہ ہو کہ اُن کو ماضی اور مستقبل کی باتیں سمجھاتے ہوئے

Brought To You By www.e-iqra.info

آئے۔ کوئی جہت اور کوئی پہلو نصیحت و فہمائش کا نہیں چھوڑا۔

(۲۰) **رسول اللہ کے بشر ہونے پر اعتراض** یعنی خدا کا رسول بشر کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر اللہ کو واقعی رسول بھیجنا تھا تو آسمان سے کسی فرشتہ کو بھیجتا۔ بہرحال تم اپنے زعم کے موافق جو باتیں خدا کی طرف سے لائے ہو ہم اُن کے ماننے کے لئے تیار نہیں۔

(۲۱) **قوم عاد کا غرور و تکبر** شاید رسولوں نے جو عذاب کی دھمکی دی ہوگی اُس کے جواب میں یہ کہا کہ ہم سے زیادہ زور آور کون ہے جس سے ہم خوف کھائیں کیا ہم جیسے طاقتور انسانوں پر تم اپنا رُعب جما سکتے ہو؟ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اُن کے جسم بہت بڑے بڑے ہوتے تھے۔ بدن کی قوت پر غرور آیا۔ غرور کا دم بھرنا اللہ کے ہاں وبال لاتا ہے"۔

(۲۲) یعنی دل میں اُن کا حق ہونا سمجھتے تھے، مگر ضد اور عناد سے انکار کرتے چلے جاتے تھے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي

پھر بھیجی ہم نے اُن پر ہوا بڑے زور کی کئی دن جو مصیبت کے تھے تاکہ چکھائیں اُن کو رُسوائی کا عذاب

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝۱۶ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ

دنیا کی زندگانی میں ف۲۳ اور آخرت کے عذاب میں تو پوری رسوائی ہے اور اُنکو کہیں مدد نہیں ف۲۴ اور وہ جو ثمود تھے سو ہم نے اُنکو راہ بتلائی

فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا

پھر اُنکو خوش لگا اندھا رہنا راہ سوجھنے سے ف۲۵ پھر پکڑا ان کو کڑک نے ذلت کے عذاب کی بدلا اس کا جو کماتے

يَكْسِبُوْنَ ۝۱۷ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝۱۸ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَاۗءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ ع ۲ ۱۶

تھے ف۲۶ اور بچا دیا ہم نے اُن لوگوں کو جو یقین لائے تھے اور بچ کر چلتے تھے ف۲۷ اور جس دن جمع ہونگے دشمن اللہ کے دوزخ پر

فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝۱۹ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَاۗءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ

تو اُنکی جماعتیں بنائی جائینگی ف۲۸ یہاں تک کہ جب پہنچیں اس پر بتائینگے اُن کو اُنکے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُنکے چمڑے

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲۰

جو کچھ وہ کرتے تھے ف۲۹

(۲۳) **آندھی کا طوفان** حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اُن کا غرور توڑنے کو ایک کمزور مخلوق سے اُن کو تباہ کرا دیا۔ سات رات اور آٹھ دن مسلسل ہوا کا طوفان چلتا رہا۔ درخت آدمی، مکان، مواشی کوئی چیز نہ چھوڑی۔

(۲۴) یعنی آخرت کی رسوائی تو بہت ہی بڑی ہے جو کسی کے ٹالے نہیں ٹلے گی، نہ وہاں کوئی مدد کر سکیگا۔ ہر ایک کو اپنی فکر پڑی ہوگی محبت و ہمدردی کے بڑے بڑے مدعی آنکھیں چرائیں گے۔

(۲۵) **قوم ثمود کا اندھاپن** یعنی نجات کا راستہ جو ہمارے پیغمبر نے بتلایا تھا اُس سے آنکھیں بند کر لیں اور اندھا بننے کو پسند کیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اُن کی پسند کی ہوئی حالت میں اُنہیں پڑا چھوڑ دیا۔

لہ پسند آیا۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۲۶) یعنی زلزلہ آیا جس کے ساتھ سخت ہولناک آواز تھی، اُس آواز سے جگر پھٹ گئے۔

(۲۷) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور بدی کے راستہ سے بچ کر چلتے تھے اُن کو اللہ نے صاف بچا لیا۔ نزول عذاب کے وقت اُن پر ذرا آنچ بھی نہیں آئی۔

(۲۸) جہنم کے قریب کفّار کی جماعتیں! یعنی ہر ایک قسم کے مجرموں کی الگ جماعت ہوگی اور یہ سب جماعتیں ایک دوسرے کے انتظار میں جہنم کے قریب روکی جائیں گی۔

(۲۹) کفار کے خلاف اُنکے اعضاء کی گواہی دنیا میں کانوں سے آیات تنزیلیہ سُنیں اور آنکھوں سے آیات تکوینیہ دیکھیں مگر کسی کو نہ مانا۔ ہر بُن مُو سے خدا کی نافرمانی کرتے رہے۔ یہ خبر نہ تھی کہ گناہوں کا یہ سارا ریکارڈ خود اُنہی کی ذات میں محفوظ ہے جو وقت پر کھول دیا جائے گا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ محشر میں کفار اپنے جرائم کا زبان سے انکار کریں گے۔ اُس وقت حکم ہوگا کہ ان کے اعضاء کی شہادت پیش کیجائے جن کے ذریعہ سے گناہ کیے تھے۔ چنانچہ ہر ایک عضو شہادت دے گا۔ اور اس طرح زبان کی تکذیب ہو جائیگی۔ تب مبہوت و حیران ہو کر اپنے اعضاء کو کہیگا (کمبختو!) دور ہو جاؤ! تمہاری ہی طرف سے تو میں جھگڑتا اور مدافعت کر رہا تھا۔ (تم خود ہی اپنے جرموں کا اعتراف کرنے لگے)

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ

اور وہ کہیں گے اپنے چمڑوں کو تم نے کیوں تبلایا ہم کو ف۳۰ وہ بولیں گے ہم کو بلوایا اللہ نے جس نے بلوایا ہر چیز کو ف۳۱ اور اُسی

خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ

نے بنایا تم کو پہلی بار اور اُسی کی طرف پھیر کر جاتے ہو ف۳۲ اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس بات سے کہ تم کو تبلائیں گے

عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ

تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے چمڑے ف۳۳ پر تم یہ خیال تھا کہ اللہ نہیں جانتا

كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ

بہت چیزیں جو تم کرتے ہو ف۳۴ اور یہ وہی تمہارا خیال ہے جو تم رکھتے تھے اپنے رب کے حق میں اسی نے تم کو غارت کیا پھر

مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ

آج رہ گئے ٹوٹے میں پھر اگر وہ صبر کریں تو آگ اُن کا گھر ہے اور اگر وہ منانا چاہیں تو اُن کو کوئی

الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

نہیں مانتا ف۳۵ اور لگا دیے ہم نے اُن کے پیچھے ساتھ رہنے والے پھر اُنہوں نے خوبصورت بنا دیا اُنکی آنکھوں میں اُس کو جو کہ آگے ہے اور جو کہ

وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ

پیچھے ہے ف۳۶ اور ٹھیک پڑ چکی اُن پر عذاب کی بات اُن فرقوں کے ساتھ جو گذر چکے اُن سے پہلے جنوں کے اور آدمیوں کے ف۳۷ بیشک

كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع ۳ ۱۷

وہ تھے ٹوٹے والے ف۳۸

Brought To You By www.e-iqra.info

(۳۰) **کفّار کا اپنے جسم سے خطاب** یعنی جب میں زبان سے انکار کر رہا تھا تو تم پر ایسی کیا مصیبت پڑی تھی کہ خواہ مخواہ تبلانا شروع کر دیا اور آخر یہ بولنا تم کو سکھلایا کس نے۔

(۳۱) **کفار کو اعضاء کا جواب** یعنی جس کی قدرت نے ہر ناطق چیز کو بولنے کی قوت دی، آج اُسی نے ہم کو بھی گویا کر دیا نہ بولتے اور تبلاتے تو کیا کرتے۔ جب وہ قادر مطلق بلوانا چاہے تو کس چیز کی مجال ہے کہ نہ بولے جس نے زبان میں قوت گویائی رکھی، کیا ہاتھ پاؤں میں نہیں رکھ سکتا۔

(۳۲) یہ مقولہ یا اللہ تعالیٰ کا ہے، یا جلود کا ہے۔ دونوں احتمال ہیں۔

(۳۳) یعنی غیر سے چھپ کر گناہ کرتے تھے۔ یہ خبر نہ تھی کہ ہاتھ پاؤں تبلا دیں گے۔ ان سے بھی پردہ کریں۔ اور کرنا بھی چاہتے تو اس کی قدرت کہاں تھی۔

(۳۴) **کفار کو ملامت!!** یعنی اصل میں تمہارے طرز عمل سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ گویا تم کو خدا تعالیٰ کے علم محیط کا یقین ہی نہ تھا سمجھتے تھے کہ جو چاہو کرتے رہو کون دیکھ بھال کرتا ہوگا۔ اگر پوری طرح یقین ہوتا کہ خدا ہماری تمام حرکات سے باخبر ہے اور اُس کے ہاں ہماری پوری رسل محفوظ ہے تو ہرگز ایسی شرارتیں نہ کرتے۔

(۳۵) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی دنیا میں بعض بلا صبر سے آسان ہوتی ہے، وہاں صبر کریں یا نہ کریں، دوزخ گھر ہو چکا۔ (جہاں سے کبھی نکلنا نہیں) اور بعض بلا منت خوشامد کرنے سے ٹلتی ہے۔ وہاں بھتیرا چاہیں کہ منّت کریں) کوئی قبول نہیں۔

(۳۶) **کفار پر شیاطین کا تسلّط** یعنی اُن پر شیطان تعینات تھے کہ اُن کو بُرے کام جو پہلے کیے یا آگے کرتے، بھلے کر کے دکھلائیں اور تباہ کن ماضی و مستقبل کو خوبصورت بنا کر اُن کے سامنے پیش کریں۔ اور یہ شیطانوں کا تعینات کیا جانا بھی اُن کے اعراض عن الذکر کا نتیجہ تھا کما قال تعالیٰ۔ "وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ" (زخرف ۴)

(۳۷) یعنی وہ ہی بات جو شروع میں کہی گئی تھی۔ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (ھود۔ رکوع ۱۰)

(۳۸) جب آدمی کو خسارہ آتا ہے تو اسی طرح آتا ہے اور ایسے ہی سامان ہو جاتے ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور کہنے لگے منکر مت کان دھرو اس قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اُسکے پڑھنے میں شاید تم غالب ہو ف۳۹

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا

سو ہم کو ضرور چکھانا ہے منکروں کو سخت عذاب اور اُن کو بدلا دینا ہے برے سے برے کاموں کا جو وہ کرتے

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَآءًۢ بِمَا

تھے ف۴۰ یہ سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی آگ اُنکا اسی میں گھر ہے سدا کو بدلا اُس کا جو ہمارے

كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾

باتوں سے انکار کرتے تھے ف۴۱

Brought To You By www.e-iqra.info

(۳۹) قرآن کی قرأت کے وقت کفار کی بک بک — قرآن کریم کی آواز بجلی کی طرح سننے والوں کے دلوں میں اثر کرتی تھی۔ جو سنتا فریفتہ ہو جاتا۔ اُس سے روکنے کی تدبیر کفار نے یہ نکالی کہ جب قرآن پڑھا جائے، اِدھر کان مت دھرو اور اس قدر شور و غل مچاؤ کہ دوسرے بھی نہ سن سکیں۔ اِس طرح ہماری بک بک سے قرآن کی آواز دب جائیگی۔ آج بھی جاہلوں کو ایسی ہی تدبیریں سوجھا کرتی ہیں کہ کام کی بات کو شور مچا کر سننے نہ دیا جائے۔ لیکن صداقت کی کڑک مچھروں اور مکھیوں کی بھنبھناہٹ سے کہاں مغلوب ہو سکتی ہے۔ ان سب تدبیروں کے باوجود حق کی آواز قلوب کی گہرائیوں تک پہنچ کر رہتی ہے۔

(۴۰) اِس سے زیادہ بُرا کام کونسا ہوگا کہ خود نصیحت کی بات نہ سُنے اور دوسروں کو بھی سُننے نہ دے۔

(۴۱) انکار آیات کی سزا۔ یعنی دل میں سمجھتے تھے لیکن ضد اور تعصب و عناد سے انکار ہی کرتے رہتے تھے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا

اور کہیں گے وہ لوگ جو منکر ہیں اے رب ہمارے ہم کو دکھلا دے وہ دونوں جنہوں نے ہم کو بہکایا جو جن ہیں اور جو آدمی کہ ڈالیں ہم اُن

تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

کو اپنے پاؤں کے نیچے کہ وہ رہیں سب سے نیچے ف۴۲ تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اُسی پر قائم رہے

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ

اُن پر اُترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اُس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ

تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا

تھا ف۴۳ ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں اور آخرت میں ف۴۴ اور تمہارے لئے وہاں

تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَنْ

جو جو چاہے جی تمہارا اور تمہارے لیے وہاں ہے جو کچھ تم مانگو[1] ف۴۵ مہمانی ہے اُس بخشنے والے مہربان کی طرف سے ف۴۶ اور اُس سے

اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَ ع ۴ ۱۸

بہتر کس کی بات جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کیا نیک کام اور کہا میں حکمبردار ہوں ف۴۷

لَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَ

اور برابر نہیں نیکی اور نہ بدی جواب میں وہ کہہ جو اُس سے بہتر ہو پھر تو دیکھ لے کہ تجھ میں اور

بَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ

جس میں دشمنی تھی گویا دوستدار ہے قرابت والا ف۴۸ اور یہ بات ملتی ہے اُنہی کو جو سہار رکھتے ہیں اور یہ بات ملتی ہے اُسی

اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾

کو جس کی بڑی قسمت ہے ف۴۹

[1] منگواؤ [2] نحل۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۴۲) اپنے معبودوں پر کفّار کا غصّہ ! یعنی خیر ہم تو آفت میں پھنسے ہیں، لیکن آدمیوں اور جنّوں میں سے جن شیطانوں نے ہم کو بہکا بہکا کر اس آفت میں گرفتار کرایا ہے ذرا انہیں ہمارے سامنے کر دیجیے کہ ان کو ہم اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں۔ اور نہایت ذلت و خواری کے ساتھ جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں ڈھکیل دیں۔ تا انتقام لے کر ہمارا دل کچھ تو ٹھنڈا ہو۔

(۴۳) مومنین کے لئے فرشتوں کا نزول یعنی دل سے اقرار کیا اور اس پر قائم رہے اس کی ربوبیّت والوہیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ نہ اس یقین و اقرار سے مرتے دم تک ہٹے، نہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلا۔ جو کچھ زبان سے کہا تھا اس کے مقتضاء پر اعتقاداً اور عملاً جمے رہے۔ اللہ کی ربوبیّت کاملہ کا حق پہچانا۔ جو عمل کیا خالص اس کی خوشنودی اور شکر گذاری کے لئے کیا، اپنے رب کے عائد کیے ہوئے حقوق و فرائض کو سمجھا اور ادا کیا۔ غرض ماسوا سے منہ موڑ کر سیدھے اسی کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی کے راستہ پر چلے ایسے مستقیم الحال بندوں پر موت کے قریب اور قبر میں پہنچ کر اور اس کے بعد قبروں سے اٹھنے کے وقت اللہ کے فرشتے اترتے ہیں جو تسکین و تسلی دیتے اور جنت کی بشارتیں سناتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اب تم کو ڈرنے اور گھبرانے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ دنیائے فانی کے سب فکر و غم ختم ہوئے اور کسی آنیوالی آفت کا اندیشہ بھی نہیں رہا۔ اب ابدی طور پر ہر قسم کی جسمانی و روحانی خوشی اور عیش تمہارے لیے ہے۔ اور جنّت کے جو وعدے انبیاء علیہم السلام کی زبانی کیے گئے تھے، وہ اب تم سے ایفاء کیے جانے والے ہیں۔ یہ وہ دولت ہے جس کے ملنے کا یقین حاصل ہونے پر کوئی فکر اور غم آدمی کے پاس نہیں پھٹک سکتا۔ (تنبیہ) بہت ممکن ہے کہ متقین و ابرار پر اس دنیوی زندگی میں بھی ایک قسم کا نزول فرشتوں کا ہوتا ہو جو اللہ کے حکم سے ان کے دینی و دنیوی امور میں بہتری کی باتیں الہام کرتے ہوں۔ جو ان کے شرح صدر اور تسکین و اطمینان کا موجب ہو جاتا ہو۔ جیسے ان کے بالمقابل ایک دوسری آیت پہلے گذر چکا ہے کہ کفّار پر شیطان مسلّط ہیں جو تزیین قبائح سے ان کے اغواء کا سامان کرتے ہیں۔ چنانچہ دوسری جگہ شیاطین کے حق میں بھی لفظ "تنزل" استعمال ہوا ہے۔ قال تعالیٰ "تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ یُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ" (شعراء۔ رکوع ۱۱)

بہرحال بعض مفسرین کے نزدیک یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں اور اس تقدیر پر اگلی آیت "نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا" زیادہ چسپاں ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(۴۴) مومنین کیلئے فرشتوں کی تسلّی بعض نے اس کو اللہ کا کلام بتلایا ہے۔ یعنی فرشتوں کا کلام اس سے پہلے ختم ہو چکا اور اکثر کے نزدیک یہ بھی فرشتوں کا مقولہ ہے۔ گویا فرشتے یہ قول ان کے دلوں میں الہام کرتے ہیں اور ان کی ہمت بندھاتے ہیں۔ ممکن ہے اس زندگی میں بعض بندوں سے مشافہۃً بھی اتنے الفاظ کہتے ہوں اور ممکن ہے موت کے قریب یا اس کے بعد کہا جاتا ہو۔ اس وقت "نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ" کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے رفیق رہے ہیں کہ اللہ کے حکم سے باطنی طور پر تمہاری اعانت کرتے تھے، اور آخرت میں بھی رفیق رہینگے کہ وہاں تمہاری شفاعت یا اعزاز و اکرام کا انتظام کریں گے۔

(۴۵) جنّت میں ہر خواہش پوری ہوگی۔ یعنی جس چیز کی خواہش و رغبت دل میں ہوگی یا جو زبان سے طلب کروگے سب کچھ ملیگا۔ اللہ کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۴۶) یعنی سمجھ لو! وہ غفورٌ رحیم اپنے مہمان کے ساتھ کیسا برتاؤ کریگا۔ اور یہ کتنی بڑی عزت و توقیر ہے کہ ایک بندہ ضعیف ربّ العزّت کا مہمان ہو۔

(۴۷) **دعوت الی اللہ کی فضیلت** "اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا" الخ میں اُن مخصوص مقبول بندوں کا ذکر تھا جنہوں نے صرف ایک اللہ کی رُبوبیت پر اعتقاد جما کر اپنی استقامت کا ثبوت دیا۔ یہاں اُن کے ایک اور اعلیٰ مقام کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی بہترین شخص وہ ہے جو خود اللہ کا ہو رہے، اُسی کی حکمبرداری کا اعلان کرے اُسی کی پسندیدہ روش پر چلے۔ اور دنیا کو اُسی کی طرف آنے کی دعوت دے۔ اُس کا قول و فعل بندوں کو خدا کی طرف کھینچنے میں موثر ہو، جس نیکی کی طرف لوگوں کو بلائے بذات خود اُس پر عامل ہو۔ خدا کی نسبت اپنی بندگی اور فرمانبرداری کا اعلان کرنے سے کسی موقع پر اور کسی وقت نہ جھجکے اُس کا طغرائے قومیت صرف مذہب اسلام ہو۔ اور ہر قسم کی تنگ نظری اور فرقہ وارانہ نسبتوں سے یکسو ہو کر اپنے مسلم خالص ہونے کی مُنادی کرے اور اسی اعلیٰ مقام کی طرف لوگوں کو بلائے جس کی دعوت دینے کے لیے سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کھڑے ہوئے تھے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی عمریں صرف کی تھیں۔

(۴۸) **تبلیغ کے آداب کی تعلیم** اِن آیات میں ایک سچّے داعی الی اللہ کو جس حُسنِ اخلاق کی ضرورت ہے۔ اُس کی تعلیم دیتے ہیں۔ یعنی خوب سمجھ لو نیکی، بدی کے اور بدی نیکی کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ دونوں کی تاثیر جُداگانہ ہے، بلکہ ایک نیکی دوسری نیکی سے اور ایک بدی دوسری بدی سے اثر میں بڑھ کر ہوتی ہے۔ لہٰذا ایک مومن قانت اور خصوصاً ایک داعی الی اللہ کا مسلک یہ ہونا چاہیئے کہ بُرائی کا جواب بُرائی سے نہ دے بلکہ جہاں تک گنجائش ہو بُرائی کے مقابلہ میں بھلائی سے پیش آئے۔ اگر کوئی اسے سخت بات کہے یا بُرا معاملہ کرے تو اُس کے مقابل وہ طرز اختیار کرنا چاہیے جو اُس سے بہتر ہو۔ مثلاً غصّہ کے جواب میں بُردباری، گالی کے جواب میں تہذیب اور شائستگی اور سختی کے جواب میں نرمی اور مہربانی سے پیش آئے۔ اس طرز سے سخت دشمن بھی ڈھیلا پڑ جائیگا۔ اور گو دل سے دوست نہ بنے تاہم ایک وقت آئیگا جب وہ ظاہر میں ایک گہرے اور گرمجوش دوست کی طرح تم سے برتاؤ کرنے لگیگا۔ بلکہ ممکن ہے کہ کچھ دنوں بعد سچّے دل سے دوست بنجائے اور دشمنی و عداوت کے خیالات یکسر قلب سے نکل جائیں۔ کما قال عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منھم مودۃ (سورہ ممتحنہ رکوع ۲) ہاں کسی شخص کی طبیعت کی اُفتاد ہی سانپ بچھو کی طرح ہو کہ کوئی نرم خوئی اور خوش اخلاقی اُس پر اثر نہ کرے وہ دوسری بات ہے مگر ایسے افراد بہت کم ہوتے ہیں۔ بہرحال دعوۃ الی اللہ کے منصب پر فائز ہونے والوں کو بہت زیادہ صبر و استقلال اور حُسنِ خلق کی ضرورت ہے۔

(۴۹) یعنی بہت بڑا حوصلہ چاہیے کہ بُری بات سہار کر بھلائی سے جواب دے۔ یہ اخلاق اور اعلیٰ خصلت اللہ کے ہاں سے بڑے قسمت والے خوش نصیب اقبالمندوں کو ملتی ہے۔ (ربط) یہاں تک اُس حریف اور دشمن کے ساتھ معاملہ کرنا سکھلایا تھا جو حسن معاملہ اور خوش اخلاقی سے متاثر ہو سکتا ہو۔ لیکن ایک دشمن وہ ہے جو کسی حال اور کسی نہج سے دشمنی نہیں چھوڑ سکتا۔ تم کتنی ہی خوشامد یا نرمی برتو، اُس کا نصب العین یہ ہے کہ تم کو ہر طرح نقصان پہنچائے ایسے پکّے شیطان سے محفوظ رہنے کی تدبیر آگے تلقین فرماتی ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾

اور جو کبھی چوک لگے تجھ کو شیطان کے چوک لگانے سے تو پناہ پکڑ اللہ کی بیشک وہی ہے سننے والا جاننے والا ف۵۰

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَ

اور اُس کی قدرت کے نمونے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند ف۵۱ سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور

اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا

سجدہ کرو اللہ کو جس نے اُن کو بنایا اگر تم اُسی کو پوجتے ہو ف۵۲ پھر اگر غرور کریں

فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ﴿۳۸﴾ السجدة وَمِنْ

تو جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں پاکی بولتے رہتے ہیں اُسکی رات اور دن اور وہ نہیں تھکتے ف۵۳ اور ایک

اٰيٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ

اس کی نشانی یہ کہ تو دیکھتا ہے زمین کو دبی پڑی پھر جب اُتارا ہم نے اُس پر پانی تازی ہوئی اور ابھری بیشک

الَّذِيْۤ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ

جس نے اُس کو زندہ کیا وہ زندہ کریگا مُردوں کو وہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۵۴ جو لوگ ٹیڑھے چلتے ہیں ہماری

اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْۤ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

باتوں میں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں بھلا ایک جو پڑتا ہے آگ میں وہ بہتر یا ایک جو آئے گا امن سے دن قیامت کے کیے

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ

جاؤ جو چاہو بیشک جو تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے ف۵۵ جو لوگ منکر ہوئے نصیحت سے جب آئی اُن کے

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ ۙ

پاس ف۵۶ اور وہ کتاب ہے نادر

(۵۰) شیطان سے حفاظت کا طریقہ | یعنی ایسے شیطان کے مقابلہ میں نرمی اور عفو و درگذر سے کام نہیں چلتا۔ بس اُس سے بچنے کی ایک ہی تدبیر ہے کہ خداوند قدوس کی پناہ میں آجاؤ۔ یہ وہ مضبوط قلعہ ہے جہاں شیطان کی رسائی نہیں اگر تم واقعی اخلاص و تضرع سے اللہ کو پکارو گے، وہ ضرور تم کو پناہ دے گا۔ کیونکہ وہ ہر ایک کی پکار سنتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ کس نے کتنے اخلاص و تضرع سے اُس کو پکارا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ اِس آیت کا پہلی آیت سے ربط ظاہر کرنے کی غرض سے لکھتے ہیں۔ "یعنی کبھی بے اختیار غصہ چڑھ آئے تو یہ شیطان کا دخل ہے" وہ نہیں چاہتا کہ تم حسنِ اخلاق پر کاربند ہو کر دعوت الی اللہ کے مقصد میں کامیابی حاصل کرو۔

(۵۱) زمین و آسمان میں دلائل توحید! | دعوۃ الی اللہ کے ساتھ چند دلائل سماویہ اور ارضیہ بیان فرماتے ہیں جن سے داعی الی اللہ کو اللہ تعالیٰ کی عظمت و وحدانیت اور بعث بعد الموت وغیرہ اہم مسائل کے سمجھانے میں مدد ملے۔ اِس ضمن

Brought To You By www.e-iqra.info

میں اِدھر بھی اشارہ ہوگیا کہ ایک طرف خدا کے مخصوص بندے اپنے قول و عمل سے خدا کی طرف بلا رہے ہیں اور دوسری طرف چاند سورج اور آسمان و زمین کا عظیم الشان نظم و نسق سوچنے والوں کو اُسی خدائے واحد کی طرف آنے کی دعوت دے رہا ہے۔ وفی کل شیءٍ لہٗ اٰیۃٌ۔ تدل علی انہٗ واحدٌ انسان کو چاہیے کہ ان تکوینی نشانیوں میں اُلجھ کر نہ رہ جائے جیسے بہت سی قومیں رہ گئیں، بلکہ لازم ہے کہ اُس لامحدود قدرت والے مالک کے سامنے سر جھکائے جس کی یہ نشانیاں ہیں۔ اور جس کے حکم سے ان کی ساری نمود ہے اور ممکن ہے اس پر بھی تنبیہ ہو کہ جس طرح رات اور دن اور ان دونوں کی نشانیاں چاند اور سورج ایک دوسرے کے مقابل ہیں اور اللہ تعالیٰ ان میں ردّ و بدل کرتا رہتا ہے اسی طرح اس کو قدرت ہے کہ دعوت الی اللہ کی روشنی اور داعی کی عُلوِّ ہمت اور خوش اخلاقی کی بدولت مخاطبین کی کایا پلٹ کر دے اور تاریک فضا کو ایک روشن ماحول سے بدل دے۔

(۵۲) سورج اور چاند وغیرہ کو پوجنے والے بھی زبان سے یہی کہتے تھے کہ ہماری غرض ان چیزوں کی پرستش سے اللہ کی بتلائیا کہ یہ چیزیں پرستش کے لائق نہیں۔ عبادت کا مستحق صرف ایک خدا ہے۔ کسی غیر اللہ کی عبادت کرنا خدائے واحد سے بغاوت کرنے کا مرادف ہے۔

(۵۳) یعنی اگر غرور و تکبر حق کے قبول کرنے سے مانع ہے اور باوجود وضوح دلائل توحید کے خدائے واحد کی عبادت کی طرف آنا نہیں چاہتے تو نہ آئیں، اپنا ہی نقصان کریں گے۔ اللہ کو ان کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ بھلا جس کی عظمت و جبروت کا یہ عالم ہو کہ بیشمار ملائکہ مقربین شب و روز اُس کی عبادت اور تسبیح و تقدیس میں مشغول رہتے ہیں، نہ کبھی تھکتے ہیں، نہ اُکتاتے ہیں، اُس کے سامنے یہ بیچارے کیا چیز ہیں اور ان کا غرور کیا چیز ہے۔ خواہ مخواہ کی جھوٹی شیخی کر کے اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔

(۵۴) زمین میں آخرت کی زندگی کے دلائل

یعنی زمین کو دیکھو بیچاری چپ چاپ، ذلیل و خوار، بوجھ میں دبی ہوئی پڑی رہتی ہے۔ خشکی کے وقت ہر طرف خاک اُڑتی ہوئی نظر آتی ہے۔ لیکن جہاں بارش کا ایک چھینٹا پڑا، پھر اُس کی تر و تازگی، رونق اور ابھار قابل دید ہو جاتا ہے۔ آخر یہ انقلاب کس کے دستِ قدرت کے تصرّف کا نتیجہ ہے۔ جس خدا نے اس طرح مردہ زمین کو زندہ کر دیا، کیا وہ مرے ہوئے انسانوں کے بدن میں دوبارہ جان نہیں ڈال سکتا؟ اور کیا وہ قادر مطلق مرے ہوئے دلوں کو دعوت الی اللہ کی تاثیر سے از سرِ نو حیاتِ تازہ عطا نہیں کر سکتا؟ بیشک وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اُسکی قدرت کے سامنے کوئی مانع و مزاحم نہیں۔

(۵۵) کفار کی کوئی چال پوشیدہ نہیں

یعنی اللہ کی طرف دعوت دینے والوں کی زبان سے آیات تنزیلیہ سُن کر اور قرطاس دہر پر خدا کی آیات کونیہ کو دیکھ کر بھی جو لوگ کجروی سے باز نہیں آتے اور سیدھی سیدھی باتوں کو واہی تباہی شہادت پیدا کر کے ٹیڑھی بناتے ہیں، یا خواہ مخواہ توڑ مروڑ کر اُن کا مطلب غلط لیتے ہیں، یا یوں ہی جھوٹ موٹ کے عُذر اور بہانے تراش کر اُن آیات کے ماننے میں ہیر پھیر کرتے ہیں۔ ایسے ٹیڑھی چال چلنے والوں کو اللہ خوب جانتا ہے۔ ممکن ہے وہ لوگ اپنی مکاریوں اور چالاکیوں پر مغرور ہوں مگر خدا سے اُن کی کوئی چال پوشیدہ نہیں۔ جس وقت سامنے جائینگے دیکھ لیں گے۔ فی الحال اُس نے ڈھیل دے رکھی ہے۔ مجرم کو ایک دم نہیں پکڑتا۔ اِسی لیے آگے فرما دیا۔ "اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّہٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ" یعنی اچھا جو تمہاری سمجھ میں آئے کیے جاؤ مگر یاد رہے کہ تمہاری سب حرکات اُس کی نظر میں ہیں ایک دن ان کا اکٹھا خمیازہ بھگتنا پڑیگا۔ اب خود سوچ لو کہ ایک شخص جو اپنی شرارتوں کی بدولت جلتی آگ میں گرے، اور ایک

Brought To You By www.e-iqra.info

جو اپنی شرافت وسلامت روی کی بدولت ہمیشہ امن چین سے رہے۔ دونوں میں کون بہتر ہے؟

(۵۶) یعنی وہ خواہ مخواہ اپنی کجروی سے نصیحت کی بات میں شبہات پیدا کرتے ہیں حالانکہ اس میں جھوٹ کی گنجائش کسی طرف سے نہیں۔ وہ نصیحت کیا ہے؟ ایک صاف، واضح اور مضبوط و محکم کتاب جس کا انکار ایک احمق یا شریر آدمی کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿۴۲﴾

اس پر جھوٹ کا دخل نہیں آگے سے اور نہ پیچھے سے اتاری ہوئی ہے حکمتوں والے سب تعریفوں والے کی ف۵۷

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو

تجھے وہی کہتے ہیں جو کہہ چکے ہیں سب رسولوں کو تجھ سے پہلے تیرے رب کے یہاں معافی بھی ہے اور سزا

عِقَابٍ أَلِيمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَأَعْجَمِيٌّ

بھی ہے دردناک ف۵۸ اور اگر ہم اس کو کرتے قرآن اوپری زبان کا تو کہتے اس کی باتیں کیوں نہ کھول گئیں کیا اوپری

وَعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ

زبان کی کتاب اور عربی لوگ ف۵۹ تو کہہ یہ ایمان والوں کے لئے سوجھ ہے اور روگ کو دور کرنیوالا ف۶۰ اور جو یقین نہیں لاتے ان کے کانوں میں

وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى ع ۵ ۱۲ ۱۹

بوجھ ہے اور یہ قرآن انکے حق میں اندھاپا ہے ف۶۱ انکو پکارتے ہیں دور کی جگہ سے ف۶۲ اور ہم نے دی تھی موسیٰ

الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ۗ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّهُمْ

کو کتاب پھر اس میں اختلاف پڑا ف۶۳ اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو پہلے نکل چکی تیرے رب کی طرف سے تو ان میں فیصلہ ہو جاتا ف۶۴ اور

لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿۴۵﴾ مَّنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ

وہ ایسے دھوکے میں ہیں اس قرآن سے جو چین نہیں لینے دیتا ف۶۵ جس نے کی بھلائی سو اپنے واسطے اور جس نے کی برائی سو وہ بھی اسی پر اور تیرا رب

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿۴۶﴾

ایسا نہیں کہ ظلم کرے بندوں پر ف۶۶

(۵۷) یعنی اس کی اتاری ہوئی کتاب میں جھوٹ آئے تو کدھر سے آئے۔ اور جس کتاب کی حفاظت کا وہ ذمہ دار ہو، باطل کی کیا مجال ہے کہ اس کے پاس پھٹک سکے۔

(۵۸) ہر زمانے کے منکرین کا یہی طریقہ رہا ہے | یعنی منکرین کا جو معاملہ آپ کے ساتھ ہے، یہ ہی ہر زمانے کے منکرین کا پیغمبروں کے ساتھ رہا ہے۔ پیغمبروں نے ہمیشہ خیر خواہی کی ہے، انہوں نے اس کے جواب میں ہر طرح کی تکلیفیں پہنچائیں۔ پھر جس طرح پیغمبروں نے سختیوں پر صبر کیا، آپ بھی صبر کرتے رہیے۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ کچھ لوگ توبہ کر کے راہِ راست پر آجائیں گے

ف۶۱ اندھاپن ف۶۲ گویا یہ لوگ پکارے جاتے ہیں دور کی

Brought To You By www.e-iqra.info

گے جن کے لیے خدا کے ہاں معافی ہے اور کچھ اپنی کجروی اور ضد پر قائم رہیں گے جو آخرکار دردناک سزا کے مستوجب ہونگے۔

(۵۹) قرآن کے عربی میں ہونے پر کفار کا اعتراض اور جواب | یعنی ایک بات کو نہ ماننا ہو تو آدمی ہزار حیلے بہانے نکال سکتا ہے۔ کفارِ مکہ نے اور کچھ نہیں تو یہ ہی کہنا شروع کر دیا کہ صاحب! عربی پیغمبر کا معجزہ تو ہم اُس وقت سمجھتے جب قرآن عربی کے سوا کسی اور زبان میں آتا۔ لیکن فرض کیجئے اگر ایسا ہوتا تو جھٹلانے کے لیے یوں کہنے لگتے کہ بھلا صاحب! کہیں ایسی بے جوڑ بات بھی دیکھی ہے کہ رسول عربی، اور اُس کی قوم بھی جو اولین مخاطب ہی عرب، مگر کتاب بھیجی جائے ایسی زبان میں جس کا ایک حرف بھی عرب لوگ نہ سمجھ سکیں۔

(۶۰) قرآن ہدایت اور شفاء ہے | یعنی لغو اور بیہودہ شبہات تو کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ ہاں اس قدر تجربہ ہر ایک آدمی کر سکتا ہے کہ یہ کتاب مقدس اپنے اوپر ایمان لانے اور عمل کرنے والوں کو کیسی عجیب ہدایت و بصیرت اور سوجھ بوجھ عطا کرتی اور اُن کے قرنوں اور صدیوں کے روگ مٹا کر کس طرح بھلا چنگا کر دیتی ہے۔

(۶۱) یعنی جس طرح خفاش (چمگادڑ) کی آنکھیں سورج کی روشنی میں چندھیا جاتی ہیں، اِن منکروں کو بھی قرآن کی روشنی میں کچھ نظر نہیں آتا۔ اس میں قرآن کا کیا قصور ہے۔ منکروں کو چاہیے کہ اپنی نگاہ کا ضعف و قصور محسوس کر کے علاج کی طرف متوجہ ہوں۔

(۶۲) یعنی کسی کو دور سے آواز دو تو نہیں سُنتا اور سُنے تو اچھی طرح سمجھتا نہیں۔ اسی طرح منکرین قرآن بھی صداقت اور منبع صداقت سے اس قدر دور پڑے ہوئے ہیں کہ حق کی آواز اُن کے دل کے کانوں تک نہیں پہنچتی اور کبھی پہنچتی ہے تو اُس کا ٹھیک مطلب نہیں سمجھتے۔

(۶۳) یعنی جیسے آج قرآن کے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں میں اختلاف پڑ رہا ہے۔ پہلے تورات کے متعلق بھی ایسا ہی اختلاف پڑ چکا ہے۔ پھر دیکھ لو وہاں کیا انجام ہوا تھا۔

(۶۴) بات وہ ہی نکل چکی کہ فیصلہ آخرت میں ہے۔

(۶۵) نیکی اور بُرائی اپنے نفس کے لیے ہے | یعنی مہمل شکوک و شبہات اِن کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتے۔ ہر وقت دل میں کھٹکتے رہتے ہیں۔

(۶۶) یعنی خدا کے ہاں ظلم نہیں۔ ہر آدمی اپنے عمل کو دیکھ لے۔ جیسا کریگا وہ ہی سامنے آئیگا۔ نہ کسی کی نیکی اُس کے ہاں ضائع ہو گی نہ ایک کی بدی دوسرے پر ڈالی جائے گی۔ (ربط) چونکہ نیکی بدی کا پورا پورا بدلہ قیامت کے دن ملیگا، اور کفار اکثر سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی، اس لیے آگے اُس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ "اِلَیْهِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ" الخ

Brought To You By www.e-iqra.info

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۭ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا

اُسی کی طرف حوالہ ہے قیامت کی خبر کا ف۶۷ اور نہیں نکلتے کوئی میوے اپنے غلاف سے اور نہیں رہتا حمل کسی مادہ کو اور نہ

تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيْ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۚ ﴿۴۷﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا

وہ جنے کہ جسکی اُسکو خبر نہیں ف۶۸ اور جس دن اُنکو پکاریگا کہاں ہیں میرے شریک ف۶۹ بولینگے ہمنے تجھ کو کہہ سنایا ہم میں کوئی اُس کا اقرار نہیں کرتا ف۷۰ اور چوک گیا اُن سے جو

كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۴۸﴾ لَا يَسْـَٔـمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَاۗءِ الْخَيْرِ ۡ وَ

پکارتے تھے پہلے اور سمجھ گئے کہ اُنکو کہیں نہیں خلاصی ف۷۱ نہیں تھکتا آدمی مانگنے سے بھلائی اور

اِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔـوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّاۗءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ

اگر لگ جائے اُس کو بُرائی تو اس توڑ بیٹھے ناامید ہوکر اور اگر ہم چکھائیں اُسکو کچھ اپنی مہربانی پیچھے ایک تکلیف کے جو اُسکو پہنچی تھی تو کہنے لگے

هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَاۗىِٕمَةً ۙ وَّلَىِٕنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ

یہ ہے میری لائق اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر میں پھر بھی گیا اپنے رب کی طرف بیشک میرے لیے ہے اُسکے پاس خوبی ف۷۲ سو ہم جتلادیں گے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾

منکروں کو جو انہوں نے کیا ہے اور چکھائینگے اُن کو ایک گاڑھا عذاب ف۷۳

(۶۷) یعنی اُسی کو خبر ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ بڑے سے بڑا نبی اور فرشتہ بھی اُس کے وقت کی تعیین نہیں کرسکتا۔ جس سے دریافت کروگے یہ ہی کہیگا "مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ"

(۶۸) **حق تعالیٰ کا علم ہر شئے کو محیط ہے** | یعنی علم الٰہی ہر چیز کو محیط ہے۔ کوئی کھجور اپنے گابھے سے، اور کوئی دانہ اپنے خوشہ سے اور کوئی میوہ یا پھل اپنے غلاف سے باہر نہیں آتا جس کی خبر خدا کو نہ ہو۔ نیز کسی عورت یا کسی مادہ (جانور) کے پیٹ میں جو بچہ موجود ہے اور جو چیز وہ جن رہی ہے سب کچھ اللہ کے علم سے ہر اسی طرح سمجھ لو کہ موجودہ دنیا کے نتیجہ کے طور پر جو آخرت کا ظہور اور قیامت کا وقوع ہونے والا ہے اُس کا وقت بھی خدا ہی کو معلوم ہے کہ کب آئے گا۔ کوئی انسان یا فرشتہ اس کی خبر نہیں رکھتا۔ اور نہ اُس کو خبر رکھنے کی ضرورت۔ ضرورت اِس کی ہے کہ آدمی قیامت کی خبر پر اللہ کے فرمانے کے موافق یقین رکھے اور اُس دن کی فکر کرے جب کوئی شریک کام نہ آئیگا اور کہیں مخلص نہ ملیگا۔

(۶۹) یعنی جن کو میری خدائی میں شریک ٹھہراتے تھے اب بُلاؤ نا، وہ کہاں ہیں۔

(۷۰) **کفّار کا شرک سے انکار** | یعنی ہم تو آپ سے صاف عرض کرچکے کہ ہم میں کوئی اقبالی مجرم نہیں جو اس جرم (شرک) کا اعتراف کرنے کو تیار ہو۔ (گویا اُس وقت نہایت دیدہ دلیری سے جھوٹ بول کر واقعہ کا انکار کرنے لگیں گے)۔ اور بعض نے شہید کو بمعنی شاہد لے کر یہ مطلب لیا ہے کہ اس وقت ہم میں سے کوئی اُن شرکاء کو یہاں نہیں دیکھتا۔

(۷۱) یعنی دنیا میں جنہیں خدا کا شریک بنا کر پکارتے تھے آج اُن کا کہیں پتہ نہیں۔ وہ اپنے پرستاروں کی مدد کو نہیں آتے۔ اور پرستاروں کے دلوں سے بھی وہ پکارنے کے خیالات اب غائب ہوگئے انہوں نے بھی سمجھ لیا کہ خدائی سزا سے بچنے کی اب کوئی

لے پہنچ جائے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

سبیل نہیں۔ اور گلو خلاصی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ آخر آس توڑ کر بیٹھ رہے۔ اور جن کی حمایت میں پیغمبروں سے لڑتے تھے آج اُن سے قطعاً بے تعلقی اور بیزاری کا اظہار کرنے لگے۔

(۷۲) انسان کی حرص اور نا اُمیدی | یعنی انسان کی طبیعت عجیب طرح کی ہے۔ جب دنیا کی ذرا سی بھلائی پہنچے اور کچھ عیش آرام و تندرستی نصیب ہو، تو مارے حرص کے چاہتا ہے کہ اور زیادہ مزے اڑائے۔ کسی حد پر پہنچ کر اُس کی حرص کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اگر بس چلے تو ساری دنیا کی دولت لے کر اپنے گھر میں ڈال لے۔ لیکن جہاں ذرا کوئی افتاد پڑنا شروع ہوئی اور اسباب ظاہری کا سلسلہ اپنے خلاف دیکھا تو پھر مایوس اور نا اُمید ہوتے بھی دیر نہیں لگتی۔ اُس وقت اِس کا دل فوراً آس توڑ کر بیٹھ جاتا ہے کیونکہ اُس کی نظر صرف پیش آمدہ اسباب پر محدود ہوتی ہے۔ اُس قادر مطلق مُسبّب الاسباب پر اعتماد نہیں رکھتا جو چاہے تو ایک آن میں سلسلہ اسباب کو اُلٹ پلٹ کر کے رکھدے۔ اس مایوسی کے بعد اگر فرض کیجیے اللہ نے تکلیف و مصیبت دور کر کے اپنی مہربانی سے پھر عیش و راحت کا سامان کر دیا تو کہنے لگتا ہے "اِنّما" یعنی میں نے فلاں تدبیر کی تھی، میری تدبیر اور لیاقت و فضیلت سے یوں ہی ہونا چاہئے تھا۔ اب نہ خدا کی مہربانی یاد رہی نہ اپنی وہ مایوسی کی کیفیت جو چند منٹ پہلے قلب پر طاری تھی۔ اب عیش و آرام کے نشہ میں ایسا مخمور ہو جاتا ہے کہ آئندہ بھی کسی مصیبت اور تکلیف کے پیش آنے کا خطرہ نہیں رہتا۔ سمجھتا ہے کہ ہمیشہ اسی حالت میں رہونگا۔ اور اگر کبھی اِن تاثرات کے دوران میں قیامت کا نام سن لیتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تو خیال نہیں کرتا کہ یہ چیز کبھی ہونے والی ہے۔ اور فرض کرو ایسی نوبت آ ہی گئی اور مجھ کو لوٹ کر اپنے رب کی طرف جانا ہی پڑا تب بھی مجھے یقین ہے کہ وہاں میرا انجام بہتر ہوگا۔ اگر میں خدا کے نزدیک بُرا اور نالائق ہوتا تو دنیا میں مجھ کو یہ عیش و بہار کے مزے کیونکر ملتے۔ لہٰذا وہاں بھی توقع ہے کہ یہ ہی معاملہ میرے ساتھ ہوگا۔

(۷۳) منکرین کے لیے عذاب شدید | یعنی خوش ہو لو کہ اس کفر و غرور کے باوجود وہاں بھی مزے لوٹو گے؟ وہاں پہنچ کر پتہ لگ جائیگا کہ منکروں کو کیسی سخت سزا بھگتنا پڑتی ہے۔ اور کس طرح عمر بھر کی کرتوت سامنے آتی ہے۔

وَ اِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾

اور جب ہم نعمتیں بھیجیں انسان پر تو ٹلا جائے اور موڑ لے اپنی کروٹ اور جب لگے اُسکو بُرائی تو دعائیں کرے چوڑی ف۷۴

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ

تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ ہو اللہ کے پاس سے پھر تم نے اُس کو نہ مانا پھر اُس سے گمراہ زیادہ کون جو دور چلا جائے مخالف

بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَ

ہو کر ف۷۵ اب ہم دکھلائینگے اُنکو اپنے نمونے دنیا میں اور خود اُنکی جانوں میں یہاں تک کہ کھل جائے اُن پر کہ یہ ٹھیک ہے ف۷۶ کیا

لَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ

تیرا رب تھوڑا ہے ہر چیز پر گواہ ہونے کے لیے ف۷۷ سُنتا ہی وہ دھوکے میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے

اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾

سُنتا ہی وہ[1] گھیر رہا ہے[2] ہر چیز کو ف۷۸

[1] اس نے۔ [2] گھیر رکھتا ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۷۴) انسان کی ناشکری اور بے صبری | یعنی اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہونے کے وقت تو منعم کی حق شناسی اور شکر گذاری سے اعراض کرتا اور بالکل بے پروا ہو کر اُدھر سے کروٹ بدل لیتا ہے۔ پھر جب کوئی تکلیف اور مصیبت پیش آتی ہے تو اسی خدا کے سامنے ہاتھ پھیلا کر لمبی چوڑی دُعائیں مانگنے لگتا ہے۔ شرم نہیں آتی کہ اب اُسے کس مُنہ سے پکارے۔ اور تماشا یہ ہے کہ بعض اوقات اسباب پر نظر کر کے دل اندر سے مایوس ہوتا ہے، اُس حالت میں بھی بدحواس اور پریشان ہو کر دعا کے ہاتھ بے اختیار خدا کی طرف اُٹھ جاتے ہیں۔ قلب میں نا اُمیدی بھی ہے اور زبان پر یا اللہ بھی، حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ سب بیان ہے انسان کے نقصان (وقصور) کا۔ نہ سختی میں صبر ہے نہ نرمی میں شکر"۔

(۷۵) قرآن سے انکار بڑی گمراہی ہے | اوپر انسان کی طبیعت کا عجیب وغریب نقشہ کھینچ کر اس کی کمزوریوں اور بیماریوں پر نہایت مؤثر انداز میں توجہ دلائی تھی۔ اب تنبیہ کرتے ہیں کہ یہ کتاب جو تمہاری کمزوریوں پر آگاہ کرنے والی اور انجام کی طرف توجہ دلانے والی ہے، اگر خدا کے پاس سے آئی ہو (جیسا کہ واقع میں ہے) پھر تم نے اُس کو نہ مانا، اور ایسی اعلیٰ اور بیش قیمت نصائح سے منکر رہ کر اپنی عاقبت کی فکر نہ کی، بلکہ حق کی مخالفت میں دور ہوتے چلے گئے، تو کیا اس سے بڑھ کر گمراہی اور نقصان وخسارہ کچھ اور ہو سکتا ہے۔

(۷۶) آیاتِ آفاقیہ وانفسیہ | یعنی قرآن کی حقانیت کے دوسرے دلائل براہین تو بجائے خود رہے۔ اب ہم ان منکروں کو خود ان کی جانوں میں اور ان کے چاروں طرف سارے عرب بلکہ ساری دنیا میں اپنی قدرت کے وہ نمونے دکھلائیں گے جن سے قرآن اور حامل قرآن کی صداقت بالکل روز روشن کی طرح آنکھوں سے نظر آنے لگے۔ وہ نمونے کیا ہیں؟ وہ ہی اسلام کی عظیم الشان اور محیّر العقول فتوحات جو سلسلہ اسباب ظاہری کے بالکل برخلاف قرآنی پیشگوئیوں کے عین مطابق وقوع پذیر ہوئیں۔ چنانچہ معرکہ "بدر" میں کفّار مکّہ نے خود اپنی جانوں کے اندر اور "فتح مکہ" میں مرکز عرب کے اندر اور خلفائے راشدین کے عہد میں تمام جہان کی اندر یہ نمونے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ "آیات" سے عام نشانہائے قدرت مُراد ہوں جو غور کرنے والوں کو اپنے وجود میں اور اپنے وجود سے باہر تمام دنیا کی چیزوں میں نظر آتے ہیں جن سے حق تعالیٰ کی وحدانیت وعظمت کا ثبوت ملتا ہے اور قرآن کے بیانات کی تصدیق ہوتی ہے۔ جب کہ وہ اُن سُنن الٰہیہ اور نوامیس فطریہ کے موافق ثابت ہوتے ہیں جو اس عالم تکوین میں کارفرما ہیں۔ اس قسم کے تمام حقایق کونیہ اور آیاتِ آفاقیہ وانفسیہ کا انکشاف چونکہ لوگوں کو دفعۃً نہیں ہوتا بلکہ وقتاً فوقتاً بتدریج اُن کے چہرہ سے پردہ اٹھتا رہتا ہے۔ اس لئے "سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا" سے تعبیر فرمایا۔

(۷۷) کیا اللہ کی گواہی ناکافی ہے | یعنی قرآن کی حقانیت کو فرض کرو کوئی نہ مانے، تو اکیلے خدا کی گواہی کیا تھوڑی ہے جو ہر چیز پر گواہ ہے اور ہر چیز میں غور کرنے سے اس کی گواہی کا ثبوت ملتا ہے۔

(۷۸) لقائے رب سے انکار | یعنی یہ اس دھوکہ میں ہیں کہ کبھی خُدا سے مِلنا اور اُس کے سامنے جانا نہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ ہر وقت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ کسی وقت بھی اُس کے قبضہ اور احاطہ سے نکل کر نہیں جا سکتے اگر مرنے کے بعد ان کے بدن کے ذرّات مٹی میں ملجائیں یا پانی میں بہ جائیں یا ہوا میں منتشر ہو جائیں تب بھی ایک ایک ذرّہ پر اللہ کا علم اور قدرت محیط ہے۔ اُن کو جمع کر کے از سر نو زندہ کر دینا کچھ مشکل نہیں۔

تمّت سورۃ حٰمٓ السجدۃ فللہ الحمد والمنۃ

Brought To You By www.e-iqra.info